حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور مغلیہ حکمران

ڈاکٹر بابر نسیم آسی ☆

Abstract:

Hazrat Mian Mir is a renowned saint of Silsila-e- Qadria.He came to Lahore in the reign of Mughal Kings and prayed in isolated places for forty years. Jahangir, Shah Jahan, Dara shakoh and Aurangzeb Alamgir had great regard for him and appreciated his services to the religion. In spite of all their grandeur emperors had great respect for him and sought his prayers. Because of his "faqar" he had scant regard for the emperors of the time and had no inclination towards worldly affairs.

In this article the characteritics of Hazrat Mian Mir have been described.

Key words:

Mian Mir R.A., Jahangir, Shah Jahan, Dara Shakoh, Aurangzeb, Faqar.

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سندھ کے مشہور شہر سہوان(۱) میں ۹۵۷ھ بمطابق ۱۵۵۰ء میں پیدا ہوئے۔(۲) ان کا اصل نام ''میر محمد'' تھا۔(۳) سات برس کے تھے کہ ان کے والد ماجد قاضی سائیں دتہ وفات پا گئے۔ علوم دینی کی تکمیل کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی تربیت کی اور ان کی اجازت سے کوہ سیوستان میں شیخ خضر سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔(۴) تقریباً پچیس سال کی عمر

☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ فارسی جی سی یونیورسٹی لاہور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں لاہور تشریف لائے۔ یہ مغلوں کے عروج کا زمانہ تھا اور ہندوستان پر جلال الدین محمد اکبر کی حکومت تھی۔ (۵) آپ گوشہ نشین درویش تھے اور چالیس سال لاہور کے اردگرد ویرانوں میں ریاضت کرتے رہے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان اولیائے کبار میں ہوتا ہے جو علائقِ دنیا سے مکمل کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور مال ومنال اور دنیاوی جاہ ومنصب کو گردِراہ کے برابر بھی اہمیت نہیں دیتے۔ شیخ محمد اکرام "رودِکوثر" میں لکھتے ہیں:

"آپ قدیم طرز کے صوفی بزرگوں میں سے تھے جو فنا فی اللہ ہوتے ہیں اور شرع کی ترویج پر اس قدر زور نہیں دیتے جس قدر عبادت و ریاضت پر۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عبادت الٰہی میں اس طرح منہمک رہتے تھے کہ زاویہ خمول سے باہر نہ نکلتے اور چالیس سال تک اہلِ لاہور کو پتہ بھی نہ ہوا کہ اس پائے کا ایک بزرگ ان کے درمیان موجود ہے۔" (۶)

اپنے فقر واستغنا کے باعث وہ بادشاہانِ وقت کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور باوجودیکہ سلاطین وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نیاز مند تھے، ان سے قطعاً رغبت نہ رکھتے تاکہ توجہ دنیاوی امور کی طرف نہ ہو جائے۔

اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو یوں خراج تحسین پیش کیا:

حضرت شیخ میاں میر ولی | ہر خفی از نور جان او جلی
بر طریق مصطفیٰ محکم پی | نغمہ عشق و محبت را نی
تربتش ایمانِ خاک شہر ما | مشعل نور ہدایت بہر ما
بر در او جبہ فرسا آسمان | از مریدانش شہ ہندوستان

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور جہانگیر:

جب حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہوئی، اس وقت ہندوستان میں مغل بادشاہ نورالدین محمد جہانگیر کی حکومت تھی جب اسے حضرت کی شخصیت اور اعلیٰ کردار کا پتہ چلا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حسنِ ظن رکھنے لگا۔

شہزادہ محمد دارا شکوہ قادری نے اپنی تصنیف "سکینۃ الاولیاء" میں جہانگیر کی خوش اعتقادی کا ذکر یوں کیا ہے:

"جہانگیر پادشاہ باوجود آنکه معتقد اولیاء و درویشان نبود ند و مضر تہا باین طایفه می رسانیدند و سلوک های بد می کردند، یکی از مخصوصان خود را به خدمت حضرت میان جیو فرستاده، التماس آمدن به خانۂ خود نمودند و عذر خواستند که اگر نامِ شمارا وقتی که در

لاہور بودم، می شنیدم، خود بہ ملازمت شما می رسیدم۔"(۷)

ترجمہ: "اگرچہ جہانگیر بادشاہ اولیاء اللہ اور درویشوں کا معتقد نہ تھا اور ان کو تکالیف دیتا اور بدسلوکی کرتا تھا لیکن اس کے باوجود اپنا خصوصی قاصد کو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج کر اپنے گھر تشریف لانے کی درخواست کی اور عذر پیش کیا کہ اگر میں نے آپ کا نام لاہور میں موجودگی کے وقت سنا ہوتا تو خود حاضر خدمت ہوتا۔"

دارا شکوہ نے "سکینۃ الاولیاء" میں اس ملاقات کی تفصیل یوں بیان کی ہے کہ جب حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ سے ملاقات کے لیے تشریف لائے تو بادشاہ نے اپنی عادت کے برخلاف ان کی بہت تعظیم و تکریم کی اور ان کے ساتھ لمبی نشست کی، بہت سی باتیں ہوئیں اور حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بہت سی نصیحتیں کیں۔ بادشاہ کا دل شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے عرض کیا کہ حکومت و منصب اور مال و جواہر میں سے جو کچھ میرے پاس ہے، میری نظر میں اس کی اہمیت سنگ وخس کی سی ہے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھ پر توجہ فرمائیں تو میں علائق دنیا ترک کر دوں۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صوفی کامل وہ ہے جس کی نظر میں سنگ و جواہر برابر ہوں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ میرے لیے ان کی کوئی اہمیت نہیں، پس آپ بھی صوفی ہوئے۔ جہانگیر نے بادشاہت چھوڑنے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کا وجود اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی حفاظت کے لیے ہے اور آپ کے عدل وانصاف کی وجہ سے درویش دلجمعی سے اپنی عبادات میں محو رہتے ہیں۔ بادشاہ نے عرض کیا: پھر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھ پر نظر شفقت فرمائیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> "تم رعایا کی نگہبانی کے لیے اپنے جیسا (انصاف پسند) آدمی لے آؤ، میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔" بادشاہ کو یہ بات بہت اچھی لگی اور عرض کیا:
>
> آپ مجھ سے کچھ طلب فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ میں مانگوں گا، دو گے؟ بادشاہ نے جواب دیا: ضرور! انہوں نے فرمایا: پھر مجھے اجازت دیجیے (۸)

جہانگیر نے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کو دو خط لکھے تھے جو دارا شکوہ نے "سکینۃ الاولیاء" میں نقل کیے ہیں۔ ایک خط ملاقات سے پہلے لکھا گیا جس کا آغاز یوں ہوتا ہے:

> "بعد از عرض نیاز مخلص حقیقی تمام اخلاص بموقف عرض می رساند۔۔۔"(۹)

ترجمہ: "نیاز مندی کے اظہار کے بعد یہ مخلص حقیقی اپنے تمام تر خلوص کو زبان پر لاتا ہے۔۔۔" اس کے بعد اظہار عقیدت اور ملاقات کی خواہش ظاہر کی ہے اور اختتام یوں ہوتا ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''حررہ جہانگیر بن اکبر پادشاہ بہ عرض حضرت شیخ میر ﷫ برسد''(۱۰)

ترجمہ: جہانگیر بن اکبر بادشاہ کا لکھا ہوا نامہ حضرت شیخ میر ﷫ کی خدمت میں پہنچے۔''

جہانگیر سے آپ کی ملاقات ۱۰۲۸ھ بمطابق ۱۶۱۸ء چودھویں سن جلوس بمقام آگرہ ہوئی۔(۱۱)

این میری شمل لکھتی ہیں کہ:

''لاہور کے قادری سلسلہ کے ولی اللہ میاں میر ﷫ کی وہ (جہانگیر) خصوصاً عزت کرتا تھا، میاں میر ﷫ ہی کی وجہ سے اس کے پوتے دارا کو تصوف میں دلچسپی پیدا ہوئی۔''(۱۲)

جہانگیر نے اپنی خودنوشت سوانح عمری ''توزکِ جہانگیری'' میں اس ملاقات کا حال یوں لکھا ہے:

''چوں بعرض رسید کہ در لاہور شیخ محمد میر نام درویشی است سندھی الاصل[۱] بغایت فاضل و مرتاض و مبارک نفس و صاحب حال درگوشۂ توکل و عزلت منزوی گشتہ از فقر غنی و از دنیا مستغنی نشستہ است۔ بنا برین خاطر حق طلب بی ملاقات ایشان قرار نگیرد و بدیدن ایشان رغبت افزود۔ چون بہ لاہور رفتن متعذر بود، رقعہ بخدمت ایشان نوشتہ، شوقِ باطن را ظاہر ساختم و آن عزیز با وجود کبر سن و ضعف بینہ تعدیعہ کشیدہ تشریف آورد و مدت ممتد تنہا با ایشان نشستہ صحبت مستوفی داشتہ شد۔ الحق ذات شریف است و درین عہد بغایت غنیمت و عزیز الوجود۔ این نیازمند از خود برآمد صحبت داشت و بسا سخنان بلند از حقائق و معارف استماع افتاد۔ ہر چند خواستم، نیازی بگزرانم، چون پایۂ ہمتِ ایشان را ازان عالی تریافتم، خاطر بہ اظہار این مطلب رخصت نداد، پوست آہو سفید بہ جہت جائے نمازبہ ایشان گزرا نیدم۔''(۱۳)

ترجمہ: ''جب مجھے اس کی اطلاع ملی کہ لاہور میں میاں شیخ محمد میر نامی ایک درویش سندھی نژاد ہیں جو نہایت فاضل، ریاضت کش، مبارک نفس اور صاحب حال بزرگ ہیں اور گوشۂ توکل وعزلت میں گوشہ نشین ہو کر فقر کی دولت سے غنی اور دنیا سے بے نیاز ہیں، یہ سن کر میری حق پسند طبیعت ان کی ملاقات کے لیے بے قرار ہوئی اور ان

---

[۱] شیخ محمد اکرام نے رود کوثر میں ''ہندی الاصل'' لکھا ہے جبکہ دوسری کتابوں میں سندھی الاصل ملتا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے دیکھنے کا جذبہ اشتیاق اور بڑھا۔ چونکہ لاہور جانا مشکل تھا اس لیے میں نے ان کی خدمت میں ایک رقعہ لکھا اور اس رقعے میں اپنے اشتیاق ملاقات کو ظاہر کیا۔ وہ بزرگ بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود زحمت سفر برداشت کر کے میری ملاقات کے لیے تشریف لائے اور ایک طویل مدت تک تخلیے میں ان کے ساتھ میری صحبت رہی۔ فی الحقیقت وہ نہایت شریف النفس بزرگ ہیں اور اس زمانے میں ان کا وجود نہایت غنیمت ہے۔ یہ نیاز مند ان سے والہانہ محبت رکھتا ہے۔ بہت سی حقائق ومعارف کی بلند باتیں ان سے سنیں۔ ہر چند میں نے چاہا کہ ان کے سامنے نذر پیش کروں لیکن ان کے عزم وحوصلے کو دیکھ کر اور اس سے بلند و بالا پا کر میرے دل نے اس ارادے کو پورا کرنے کی اجازت نہ دی۔ سفید ہرن کی کھال کی جائے نماز ان کی خدمت میں پیش کی۔"(۱۴)

جہانگیر نے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا نام جس عقیدت ومحبت سے لیا ہے، داراشکوہ کے اس بیان کے بعد کہ جہانگیر درویشوں اور اولیاء اللہ کو تکالیف پہنچاتا تھا، اس سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بلند پایہ شخصیت کا جلال و جمال نمایاں ہوجاتا ہے کہ بادشاہ وقت اپنے تمام تر رعب ودبدبے اور کروفر کے باوجود ان کی خدمت میں نذر پیش کرنے کی جرات نہ کرسکا اور اگرچہ ان کی خدمت میں نادر اور کمیاب تحفہ پیش کیا لیکن اس کا تعلق عبادت اور روحانیت سے تھا اور مردِ فقیر کے جمالِ بے نقاب کے سامنے بادشاہ کا جاہ وجلال ہیچ ثابت ہوا۔

جہانگیر نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد دوسرا عریضہ ان کی خدمت میں ارسال کیا وہ بھی مصنف "سکینۃ الاولیاء" نے بدیں الفاظ نقل کیا ہے:

> "بہ عرض حضرت پیر دستگیر شیخ میر ﷺ، ازین نیاز مند درگاہ الٰہی جہانگیر، بعد از عرض دعا التماس آنکہ مرا گاہ گاہی در وقتِ دعا یاد می فرمودہ باشند و این بندہ ہای خدا را از دستِ ظالم رافضی خلاص نمایند و ہر کس کہ اول بدقولی کند، امید کہ بہ غضب ایزدی گرفتار گردد، آمین۔"(۱۵)

ترجمہ: "حضرت پیردستگیر شیخ میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں درگاہ الٰہی کے نیاز مند جہانگیر کی طرف سے دعا کی درخواست کے ساتھ التجا ہے کہ مجھے اپنی دعاؤں میں گاہے بگاہے یاد رکھیے اور خدا کے ان بندوں کو اس ظالم رافضی (والی ایران) کے ظلم سے نجات دلوایئے۔ امید ہے کہ جو شخص بدعہدی میں پہل کرے گا وہ اللہ کے غضب کا نشانہ بنے گا۔ آمین۔" یہ رقعہ والی ایران کی قندھار پر لشکر کشی کے موقع پر لکھا گیا۔

مؤلف "مدینۃ الاولیاء" جہانگیر کی وفات کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں(۱۶) کہ جب جہانگیر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کشمیر میں تھا تو اس کے درباریوں میں سے بعض لوگوں نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مرزا حسام الدین کے خلاف بادشاہ کے سامنے اپنے بغض و حسد کا مظاہرہ کرتے ہوئے چغلی کھائی۔ بادشاہ نے ان دونوں حضرات کو فوراً حاضر ہونے کا حکم دیا۔ یہ لوگ لاہور پہنچے تو حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر سارا ماجرا بیان کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں کشمیر جانے سے منع کرتے ہوئے لاہور ہی میں رکنے کو کہا۔ چند دن میں ہی بادشاہ کے انتقال کی خبر آگئی اور یہ اطلاع بھی کہ بادشاہ کی لاش تدفین کے لیے لاہور لائی جا رہی ہے۔ اس کے بعد یہ حضرات لاہور سے دہلی واپس چلے گئے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ جہان:

جہانگیر کے بعد شہاب الدین شاہ جہان نے ہندوستان کا تخت و تاج سنبھالا۔ شاہ جہان بھی حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا بہت معتقد تھا۔(۱۷) اور ۱۰۳۸ھ بمطابق ۱۶۲۸ء میں لاہور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔(۱۸) مؤلف "عمل صالح" الموسوم بہ "شاہ جہان نامہ" نے اس ملاقات کا حال یوں لکھا ہے:

"۔۔۔حضرت پادشاہ دین پناہ کہ ہموارہ خواہان صحبت خدا آگاہان می باشند و پیوستہ در پی تقرب مقربان درگاہ بودہ باین تقریب مزید درجات قرب آن حضرت می جویند، بعد از معاودت کشمیر چنانچہ در مقام خود سمت ایراد پذیرفتہ مکرر بقعہ متبرکہ آن سر حلقہ سلسلہ اہل اللہ را از فیض حضور پر نور بتازگی مہبط انوار برکت ساختند۔ وباوجود کمال وحشت و نفرت کہ از ملاقات خلق داشتہ از ہمہ کس پہلوتہی می کردند، بشگفتہ پیشانی و کشادہ روئی پیش آمدہ انس تمام بحضور آن حضرت گرفتند۔ وبجالست آن مہین جانشین خلفای راشدین راغب شدہ ترغیب توقف و اظہار خواہش امتداد جلوس نمودند۔ آن روز غریب صحبتی رنگین رو دادہ سعادت یافتگان حضور این انجمن پرنور اقتباس انوار و فیوضات بیقیاس نمودند۔ و حضرت بادشاہ حقائق آگاہ بنحوی شیفتہ صحبت آن مقتدای اصحاب عرفان شدند کہ مزیدی برآن متصور نباشد۔ چنانچہ بارہا اطوار محمودہ و احوال ستودۂ ایشان راستودہ می

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فرمودند کہ از مشائخ متصوفۂ این کشور میاں میر رحمۃ اللہ علیہ را کامل تر یافتم و

ازیشان گزشته شیخ المشائخ شیخ فضل الله که ملاقاتش در ایام

بادشاهزادگی در برہانپور که موطن او بود رو داده از ہمگنان به مبداء

مربوط تر دیدم۔''(۱۹)

ترجمہ: ''حضرت بادشاہ دین پناہ نے، جو ہمیشہ خدا شناسوں کی صحبت کے آرزومند رہتے ہیں اور برابر مقربانِ بارگاہِ الٰہی کے تقرب کی جستجو کرتے ہیں، اس موقع پر حضرت (میاں میر رحمۃ اللہ علیہ) سے قرب کے مدارج طے کیے۔ چنانچہ کشمیر سے واپسی پر اپنے مرتبے میں اضافہ کرتے ہوئے ایک بار پھر اہل اللہ کے سلسلے کی اس سربرآوردہ ہستی کی بابرکت قیام گاہ کو اپنی نورانی حاضری سے مزید انوار برکات بنا دیا۔ باوجودیکہ لوگوں سے میل ملاقات سے (بادشاہ کو) وحشت بلکہ نفرت تھی، تاہم بڑی کشادہ پیشانی اور شگفتہ روئی کے ساتھ جا کر آنحضرت (میاں میر رحمۃ اللہ علیہ) سے بڑی انسیت سے ملے اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عظیم جانشین کے پاس بیٹھنے کے مشتاق ہوئے۔ نیز نہ صرف اپنی خوشی سے وہاں ٹھہرے بلکہ دیر تک ٹھہرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس روز عجب رنگا رنگ صحبت رہی اور خوش نصیب حاضرین نے اس پُرنور محفل سے بے اندازہ انوار و فیض حاصل کیے۔ بادشاہ حقائق آگاہ اس پیشوائے اہلِ عرفان کی صحبت کے ایسے شیفتہ ہوئے کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ بار بار ان کے احوال پاکیزہ اور اخلاق محمودہ کی تعریف وتوصیف کرتے اور فرماتے کہ اس سلطنت کے مشائخ صوفیہ میں حضرت میاں میر'' کو میں نے کامل واکمل پایا اور ان کے بعد شیخ المشائخ شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ سے تعلق رکھنے والا دیکھا تھا، جن سے ایام شہزادگی میں میری ملاقات ان کے وطن برہانپور میں ہوئی تھی۔''

شاہ جہان دو مرتبہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔(۲۰) مؤلف ''بادشاہ نامہ'' نے شاہ جہاں کی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دوسری ملاقات کا احوال یوں لکھا ہے:

''خدیو خدا آگاہ بکاشانۂ فیض آشیانہ، پیشوای ارباب صفوت و صفا،

رہنمای اصحاب معرفت و تقی، قدوۂ حق شناسان، صافی ضمیر، میاں

میر رحمۃ اللہ علیہ کہ پیشتر نیز بقدوم سعادت لزوم مہبط انوار گشته بود، تشریف

فرمود و بگذارش بسا دقائق حقائق و غوامض معارف باعث انشراح

صدور و انبساط قلب آن زاویہ نشین، تجرد گزین گشتند۔''(۲۱)

ترجمہ: ''خدا شناس بادشاہ، اصحابِ معرفت وتقویٰ کے رہنما، اربابِ صفوت وصفا کے پیشوا یعنی برگزیدۂ حق شناسان، روشن ضمیر، حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے کاشانہ فیض آشیانہ پر جو پہلے بھی ان کے قدوم سعادت لزوم سے مہبط

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

انوار ہو چکا تھا، تشریف لے گئے اور اس تجرد گزیں اور زاویہ نشیں کے بہت سے باریک نکات اور گہرے معرفت پرور حقائق حاضرین کے انشراح صدر اور انبساط قلب کا باعث ہوئے۔"

اس موقع پر شاہ جہاں نے ایک سفید پگڑی اور تسبیح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بطور نذر پیش کی اور دعا کی التجا کی۔ (۲۲)

شہزادہ دارا شکوہ نے "سکینۃ الاولیاء" میں ان ملاقاتوں کا مفصل حال لکھا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے۔(۲۳) کہ میں ہر دو ملاقاتوں میں حاضر تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے لطیف اور سودمند اسرار بیان فرمائے اور بادشاہ کو وعظ و نصیحت کی۔ بادشاہ ان رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر متاثر ہوا کہ اکثر کہا کرتا تھا:

"ما مثل حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ درویشی در ترک و تجرید و بی نیازی و بی تعلقی ندیدم۔"

ترجمہ: "ہم نے ترک و تجرید اور (ماسوی اللہ سے) بے نیازی اور لاتعلقی میں حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ جیسا درویش نہیں دیکھا۔"

بادشاہ کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انصاف پسند حکمرانوں کو چاہیے کہ اپنی رعایا اور مملکت کے امور میں محتاط رہیں اور اپنی تمام تر توجہ مملکت کی بہتری اور خوشحالی کی طرف دیں کیونکہ اگر رعایا خوشحال اور ملک آباد ہوگا تو فوج پُرسکون اور خزانے بھرے رہیں گے۔ دارا شکوہ نے شاہ جہان کی حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے نیازمندی کے بیان میں اپنی بیماری اور اس سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی شفایابی کا حال بھی لکھا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے:(۲۴) جب وہ (دارا شکوہ) کسی مرض میں مبتلا ہوا اور یہ تکلیف چار ماہ سے بھی زیادہ عرصہ پر محیط ہوگئی اور شاہی معالج اس کے علاج سے عاجز ہو گئے تو بادشاہ اسے لے کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور ان کی خدمت میں دعا کی التماس کی اور عرض کیا کہ حکماء اس کے علاج سے عاجز آ گئے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ توجہ فرمائیں۔ اس وقت دارا شکوہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے آشنا نہ تھا۔ انہوں نے شہزادے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پینے کے پیالے میں پانی ڈالا اور اس پر کچھ پڑھ کر شہزادے کو دیا اور فرمایا: اسے پی لو۔ اس پانی کو پینے کے ایک ہفتہ بعد تمام بیماریاں ختم ہوگئیں اور اسے مکمل شفا حاصل ہوئی۔ شہزادہ لکھتا ہے کہ اس ایک ہفتے کے دوران پھر کسی کو دعا کی درخواست کے ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ فلاں دن، فلاں وقت شہزادہ مکمل طور پر صحت یاب ہو جائے گا اور ان کے فرمان کے مطابق ٹھیک اسی دن مقررہ وقت پر مکمل شفا حاصل ہوئی۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی شاہ جہان سے دوسری ملاقات کا احوال لکھتے ہوئے دارا شکوہ بیان کرتا ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کہ اس مرتبہ بھی بہت عمدہ باتیں اور لطیف نکات بیان ہوئے اور میں بھی (داراشکوہ) ان کے ہمراہ تھا۔ بادشاہ نے ان سے درخواست کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ توجہ فرمائیے تاکہ میرے دل میں رغبتِ دنیا باقی نہ رہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تم کوئی ایسا عمل کرو کہ کسی مسلمان کا دل اس سے خوش ہو جائے تو اس وقت اپنے لیے دعا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ماسوی اللہ کی طلب مت کرو اور یہ شعر پڑھا۔(۲۵)

ہم خدا خواہی وہم دنیای دون
این خیال است و محال است و جنون

ترجمہ: ''تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور اس گھٹیا دنیا کی بھی خواہش رکھتا ہے (یہ دونوں چیزیں باہم نہیں ہو سکتیں) یہ صرف خیال ہے، ناممکن ہے اور پاگل پن ہے۔''

اس موقعہ پر داراشکوہ، شاہجہان کی طرف سے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تسبیح اور پگڑی پیش کرنے کی بابت یوں لکھتا ہے:

''واین بار پادشاہ بجہت حضرت ایشان دستاری و تسبیحی از خرما حاضر ساخت،عذر خواستند کہ چون شما از مال دنیا چیزی قبول نمی کنید، این نیاز از ما قبول فرمائید۔ ایشان دستار رارد نمودہ تسبیح را قبول کردند، چنانچہ آن تسبیح را باین مرید با اخلاص عنایت نمودند۔''(۲۶)

ترجمہ: ''بادشاہ اس مرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک دستار اور کھجور کی بنی ہوئی ایک تسبیح لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ چونکہ آپ دنیاوی مال و دولت کو قبول نہیں فرماتے، اس لیے ہماری طرف سے یہ نذر قبول کیجیے۔ انہوں نے دستار لینے سے انکار کرتے ہوئے تسبیح رکھ لی اور بعد میں اس مرید (داراشکوہ) کو کمال شفقت سے عنایت فرمائی۔''

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور داراشکوہ:

داراشکوہ اگرچہ ہندوستان کے تخت پر جلوہ افروز نہ ہو سکا لیکن بڑا بیٹا ہونے کی حیثیت سے شاہجہان نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ داراشکوہ بہ نسبت اپنے باپ دادا کے، میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ انسیت رکھتا تھا اور دل و جان سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا معتقد تھا۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی صحبت اور نظر کرم نے شہزادے کے ذوق و شوق کو جلا بخشی لیکن جس وقت داراشکوہ نے بیعت کا ارادہ کیا، اس وقت حضرت میاں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میر رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما چکے تھے (۲۷) اس لیے شہزادہ ان کے خلیفہ شاہ محمد المعروف ملا شاہ بدخشی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوا۔ (۲۸) میر علی شیر قانع تتوی نے اپنی تالیف ''معیار سالکان طریقت'' میں دارا شکوہ کو حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا مرید بتایا ہے (۲۹) جو تاریخی اعتبار سے درست نہیں ہے۔

دارا شکوہ نے ''سکینۃ الاولیاء'' میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بالتفصیل لکھے ہیں۔ (۳۰) دارا شکوہ کی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ بیمار ہوا تھا اور اسے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے صحت عطا ہوئی۔ اس وقت دارا شکوہ کو ان کے بارے میں چنداں معلومات حاصل نہ تھیں۔ دارا شکوہ نے لکھا ہے کہ بادشاہ نے میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میرا یہ بیٹا آپ کا بڑا معتقد ہے اور بیمار ہے۔ طبیب اس کے علاج سے عاجز آ گئے ہیں، توجہ فرمائیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے مٹی کے پیالے میں پانی بھر کر کچھ پڑھ کر مجھے پینے کے لیے دیا۔ پانی پینے کے ایک ہفتہ بعد میری ساری بیماری جاتی رہی اور صحت ہو گئی۔ (۳۱) دوسری مرتبہ جب وہ شاہ جہاں کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے گہرا اعتقاد رکھتا تھا۔ اسی عتقاد کی بناء پر ان کے دولت کدے پر جوتے اتار کر حاضر ہوا۔ جب میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کو علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور شہزادے کے حق میں دعا فرمائی۔

دارا شکوہ ''سکینۃ الاولیاء'' میں لکھتا ہے کہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ سے ملاقات کے دوران لونگ چباتے اور پھینک دیتے۔ بادشاہ کے ہمراہیوں میں سے بعض کو یہ بات ناگوار گزر رہی تھی اور یہ فقیر (دارا شکوہ) کمال ارادت واخلاص سے ان کو اٹھا کر کھا رہا تھا اور اس کی برکت سے طبیعت کو بہت روحانیت حاصل ہوئی۔ بادشاہ رخصت ہوا تو دارا شکوہ ان کے پاس ہی رُک گیا۔ اس کا احوال یوں بیان کرتا ہے:

> ''وچون پادشاہ باہمراہان رخصت شدہ بیرون رفتند، این فقیر تنہا پیش حضرت میان جیو ﷺ رفتہ و سر خود را بہ پای مبارک ایشان تامدتی مالید و ایشان از کمال بشاشت و خوشحالی دست مبارک را برسر این فقیر نہادند و سر فقیر را از عرش گزرا نیدند و مرحمت بسیار نمودہ رخصت فرمودند۔'' (۳۲)

ترجمہ: ''جب بادشاہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ رخصت ہو کر چلا گیا تو یہ فقیر (دارا شکوہ) تنہا حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے گیا اور اپنے سر کو ان کے پائے مبارک پر رگڑنے لگا (قدم بوسی کرنے لگا)۔ انہوں نے بہت شگفتگی اور خوشی کے ساتھ اپنا دستِ مبارک اس فقیر کے سر پر رکھ کر اس عرش پر پہنچا دیا اور بہت لطف و

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کرم کے ساتھ رخصت فرمایا۔

داراشکوہ لکھتا ہے کہ حضرت بھی اس سے بے حد محبت فرماتے تھے اور شفقت وعنایت سے نوازتے تھے اور اپنے مریدین کو یہ فرمایا کرتے تھے کہ داراشکوہ ہمیں بہت عزیز ہے۔ اس سلسلے میں داراشکوہ بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ اس کے ملازمین میں سے کوئی شخص میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ جو کوئی خدمت میں حاضر ہوتا تو اس کا نام دریافت فرما کر اس کے لیے دعا کرتے۔ جب یہ شخص واپسی کے لیے اٹھا تو اس نے عرض کیا کہ میں داراشکوہ کے متعلقین میں سے ہوں، اگر وہ مجھ سے پوچھیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ارشاد فرمایا تو میں کیا عرض کروں۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنا تو کمال مہربانی سے اسے اپنے بٹھایا اور یہ مصرعہ پڑھا:(۳۳)

ای گل بہ تو خرسندم تو بوی کسی داری

ترجمہ: ''اے پھول میں تجھ سے راضی ہوں کیونکہ تجھ سے کسی (اور) کی مہک آتی ہے۔''

اور اس شخص پر خاص عنایت فرمائی اور جب اس نے عرض کیا کہ مجھے کچھ تلقین فرمائیے تو اسے فرمایا کہ مراقبے میں ہمیشہ اپنے مالک کی صورت پر نظریں جمائے رکھ۔

داراشکوہ، میاں خواجہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک میں کبھی تسبیح نہیں دیکھی، ایک روز انہیں تسبیح پکڑے کچھ پڑھتے دیکھا تو اس کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے میرا (داراشکوہ کا) نام لے کر فرمایا کہ وہ بیمار ہے، اس کی صحت یابی کے لیے پڑھ رہا ہوں۔ کسی شخص نے میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا آپ داراشکوہ پر نظر شفقت رکھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

''او خود جان ما و چشم ماست۔''(۳۴)

ترجمہ: ''وہ ہمارے لیے جان اور آنکھوں کی سی حیثیت رکھتا ہے۔''

داراشکوہ بیان کرتا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا لطف وکرم اور توجہ بعد از ممات بھی فقیر کے شامل حال رہا اور اس نے خواب میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ انہوں نے قریب کر کے اپنے سینے کو اس کے سینے سے رگڑا اور فرمایا کہ اپنی امانت سنبھالو(۳۵) اس کے بعد سے میں اپنے سینے کو مصفّی، پاکیزہ اور نورانی پاتا ہوں۔

داراشکوہ کے دیوان شعری سے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی اور محبت وعقیدت کا والہانہ اظہار ہوتا ہے۔ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دل و جانم فدائے میاں میر رحمۃ اللہ علیہ
دیدن حق لقائے میاں میر رحمۃ اللہ علیہ
عارفانِ جہان ھمہ کردند
در طریق اقتدائے میاں میر رحمۃ اللہ علیہ
در رہ فقر اولیای زمان
شرمسارِ غنای میاں میر رحمۃ اللہ علیہ
دیگران در رضای حق باشند
حق بود در رضای میاں میر رحمۃ اللہ علیہ
بہترین بلادِ ھندوستان
شہر لاہور جای میاں میر رحمۃ اللہ علیہ
با شکوہِ سکندر و دارا
قادری خاک پای میاں میر (۳۶)

دارا شکوہ کی رفیقۂ حیات نادرہ بیگم کو میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب بارہ دری میں اس (نادرہ بیگم) کی خواہش کے مطابق دفن کیا گیا۔(۳۷) نادرہ بیگم شاہ جہان کے بھائی شہزادہ سلطان پرویز کی دختر تھی اور میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے بے انتہا عقیدت ومحبت رکھتی تھی۔(۳۸)

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور اورنگ زیب عالمگیر:

دارا شکوہ اور اورنگ زیب میں مذہبی بُعد تھا۔ دارا شکوہ صلح کل کا قائل اور صوفی مشرب تھا جبکہ اورنگ زیب اس کے برعکس پابند شرع تھا اور دارا کے متصوفانہ مزاج کو ناپسند کرتا تھا۔ اس کے علاوہ اگرچہ دارا تخت و تاج کا وارث تھا لیکن وہ اصولِ جہاں بانی کو چھوڑ کر خطاطی، تصوف اور مطالعہ میں گہری دلچسپی لیتا تھا۔ اس کے مقابلے میں عالمگیر اس سے چھوٹا ہونے کے باوجود لڑکپن سے ہی فنِ حرب میں مہارت حاصل کر چکا تھا اور شاہ جہان کی بیماری کے دوران اس نے دارا شکوہ کو شکست دے کر حکومت سنبھال لی۔

دارا میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا بہت معتقد تھا۔ اورنگ زیب اگرچہ دارا کی صوفیانہ روش کے خلاف تھا تاہم اس کے دادا مرشد حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے حسنِ ظن رکھتا تھا۔ دارا شکوہ کے قتل کے بعد جب وہ ہندوستان کے تخت وتاج پر بیٹھا تو اس نے آپ کی خانقاہ، روضہ منورہ اور مسجد کی تکمیل کرائی۔(۳۹)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً اٹھاسی سال کی عمر میں ۱۰۴۵ھ بمطابق ۱۶۳۵ء میں وفات پائی۔(۴۰) وفات سے ایک روز قبل لاہور کا حاکم وزیر خان حکیم حاذق لے کر خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے علاج کرانے کے بجائے ارشاد فرمایا:(۴۱)

دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

ترجمہ: ''عشق کے دردمند کا علاج (محبوب کے) دیدار کے سوا کچھ بھی نہیں۔''

مولف ''تذکرہ شعرای پنجاب'' نے میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر نقل کیا ہے:(۴۲)

چون تنہا یم ہم نفسم یاد کسی است

چون ہم نفس کسی شوم تنہا یم

ترجمہ: ''جب میں تنہا ہوتا ہوں تو کسی کی یاد میرے ہمراہ ہوتی ہے اور جب میں کسی کے ساتھ ہوتا ہوں تو تنہا ہو جاتا ہوں۔''

حضرت کے روضہ مبارک کی پیشانی پر مندرجہ ذیل اشعار درج ہیں جس کے آخری مصرعہ سے ان کا سالِ وصال نکلتا ہے۔(۴۳) داراشکوہ نے اپنی تصنیف سکینۃ الاولیاء میں یہ قطعہ ملا فتح اللہ سے منسوب کیا ہے:(۴۴)

میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سر دفتر عارفاں

که خاک درش رشک اکسیر شد

سفر جانب شہر جاوید کرد

چوں زین محنت آباد دلگیر شد

خرد بہر سال وصالش نوشت

''بفردوس والا میاں میر شد''

ترجمہ: ''حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ عارفوں کے سرخیل ہیں جن کے دروازے کی خاک اکسیر کے لیے باعث رشک ہوئی۔ جب وہ دکھوں کی اس دنیا سے دل گرفتہ ہوئے تو شہر جاوداں کا سفر اختیار کیا۔ عقل و خرد نے جب ان کا سال وصال لکھا تو وہ ''بفردوس والا میاں میر شد'' نکلا۔

اس مادہ تاریخ سے آپ کا سال وصال ۱۰۴۵ھ نکلتا ہے۔

◆◆◆

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حوالہ جات

۱۔ شیخ محمد اکرام، رود کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲۔کلب روڈ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۴۲۶۔

۲۔ محمد دین کلیم قادری، مدینۃ الاولیاء، تصوف فاؤنڈیشن لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۱۲۸۔

۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانشگاہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۸۷ء، جلد ۲۱، ذیل میاں میر رحمۃ اللہ علیہ، ص ۹۰۷۔

۴۔ ایضاً، ص ۹۰۷۔

۵۔ مدینۃ الاولیاء، ص ۱۲۹۔

۶۔ رود کوثر، ص ۴۲۶۔

۷۔ دارا شکوہ، محمد، سکینۃ الاولیاء، بہ کوشش دکتر تارا چند و سید محمد رضا جلالی نائینی، موسسہ مطبوعاتی علمی، ۱۳۴۴ھ۔ش۔ ص ص ۴۷۔۴۶۔

۸۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص ۹۰۷۔

۹۔ سکینۃ الاولیاء، ص ۴۸۔

۱۰۔ ایضاً، ص ۴۸۔

۱۱۔ مدینۃ الاولیاء، ص ۱۳۲۔

۱۲۔ این میری شمل، برصغیر میں اسلام، مترجم ارشد رازی، پرنٹ لائن پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۱۰۶۔

۱۳۔ رود کوثر، ص ۴۲۷۔

۱۴۔ جہانگیر بادشاہ، توزک جہانگیری، مترجم اعجاز الحق قدوسی، نظر ثانی سیّد حسام الدین راشدی، جلد دوم، مجلس ترقی ادب، ۲۔قلب روڈ لاہور، اگست ۱۹۷۰ء، ص ۱۵۰۔

۱۵۔ سکینۃ الاولیاء، ص ۴۸۔

۱۶۔ مدینۃ الاولیا، ص ۱۳۰۔

۱۷۔ عبدالرشید، خواجہ، تذکرہ شعرای پنجاب، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، اشاعت دوم، ۱۹۸۱ء، ص ۳۵۵۔

۱۸۔ مدینۃ الاولیاء، ص ۱۳۲۔

۱۹۔ محمد صالح کنبوہ، عمل صالح الموسوم بہ شاہ جہان نامہ، جلد سوم، مرتبہ دکتر غلام یزدانی، ترمیم و تصحیح دکتر وحید قریشی، مجلس ترقی ادب، ۲۔کلب روڈ لاہور، ۱۹۷۲ء ص ۲۸۰۔

۲۰۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۱، ص ۹۰۸۔

۲۱۔ رود کوثر، ص ۴۲۸۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۲۲۔ مدینۃ الاولیاء، ص ۱۳۲۔

۲۳۔ سکینۃ الاولیاء، صص ۵۲۔۴۸۔

۲۴۔ ایضاً، ص ۴۹۔

۲۵۔ ایضاً، ص ۵۰۔

۲۶۔ ایضاً، ص ۵۱۔

۲۷۔ رودِ کوثر، ص ۴۲۹۔

۲۸۔ مدینۃ الاولیاء، ص ۱۳۳۔

۲۹۔ میر علی شیر قانع تتوی، معیار سالکان طریقت (تذکرہ) مصحح دکتر سیّد خضر نوشاہی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد، ۲۰۰۱م، ص ۲۰۵۔

۳۰۔ سکینۃ الاولیاء، ص ۵۲۔

۳۱۔ داراشکوہ، سکینۃ الاولیاء، مترجم مقبول بیگ بدخشانی، پیکجز لمیٹڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۴۔

۳۲۔ ایضاً، ص ۵۲۔

۳۳۔ ایضاً، ص ۵۳۔

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ ایضاً، ص ۵۴۔

۳۶۔ داراشکوہ، دیوان داراشکوہ، مصحح احمد نبی، ادارہ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۶۹، ص ۱۱۰۔

۳۷۔ این میری شمل، برصغیر میں اسلام، ص ۱۱۸۔

۳۸۔ مدینۃ الاولیاء، ص ۱۳۸۔

۳۹۔ ایضاً، ص ۱۳۳۔

۴۰۔ ایضاً، ص ۱۳۹۔

۴۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص ۹۰۹۔

۴۲۔ عبدالرشید، خواجہ، تذکرہ شعرائی پنجاب، ص ۳۵۵۔

۴۳۔ محمد اسلم، خفتگان خاک لاہور، ادارہ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب لاہور، مارچ ۱۹۹۳ء، ص ۲۷۶

۴۴۔ داراشکوہ، سکینۃ الاولیاء، ص ۵۲۔

◆◆◆

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com